

کے شوہر بھی آپ کی طرح کارکن بن جائیں گے۔ فی الوقت گھر کے ماحول کو پُر سکون اور مودت و رحمت سے معمور کیجیے۔ یہی دعویٰ حکمت کا تقاضا ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)

### شادی سے قبل ملاقاتیں

س: ایک پڑھا لکھا اور تعلیم یافتہ نوجوان یہ سمجھتا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا افہام و تفہیم کے لیے ملتا جلتا اور تبادلہ خیالات کوئی زیادہ بری چیز نہیں۔ اس کے خیال میں قباحت توازن ہے مگر خلوص نیت اور مقاصد کی بلندی کے پیش نظر ”چھوٹی برائی والا نظریہ“ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ مخصوص حالات میں اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے جھوٹ اور حرام تک جائز ہے تو پھر خوش گوار ازدواجی زندگی کے نقطہ نظر سے لڑکے اور لڑکی کا تھا ملتا جلتا کیوں جائز نہیں، جب کہ والدین بھی صورت حال سے آگاہ ہوں اور رضامند ہوں۔ براو کرم قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیجیے کہ شادی سے پہلے فریقین کے لیے کم سے کم حدود کا تعین کیا ہے؟

ج: شادی سے قبل لڑکے اور لڑکی کا ”افہام و تفہیم“ کے لیے ملتا جلتا، اور ”بالغ ہوتی“ اور کسی نفسانی جذبات سے بلند ہو کر باہم تبادلہ خیال کرتا بظاہر بہت مخصوص اور بے ضرری بات نظر آتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلام اہل ایمان کے درمیان حسن ظن ہی کو اصل اور ثابت بنیاد قرار دیتا ہے اور سوء ظن سے منع کرتا ہے لیکن بات صرف یہ نہیں ہے کہ کتنی اچھی نیت کے ساتھ یہ بات چیت کی جا رہی ہے۔ ایک ایسا کام جو بجائے خود غلط ہو نیک نتیٰ اور بالغ نظری کے ساتھ کرنے سے درست نہیں بن سکتا۔ اس لیے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اسلام کے اخلاقی نظام میں غیر محروم کے درمیان تہائی یا غلوت کے بارے میں کیا حکم پایا جاتا ہے۔

ہمارا عام مشاہدہ یہی ہے کہ روایتی معاشروں میں شادیاں عموماً خاندان یا برادری ہی میں ہوتی ہیں اور چونکہ خاندان کے افراد ایک دوسرے کے مزاج اور پسند ناپسند سے واقف

ہوتے ہیں اس لیے شادی سے قبل یہ ضرورت محسوس نہیں کی جاتی کہ لڑکی کا تفصیلی انٹرویو یا اس کے ساتھ ایک تحقیقاتی ملاقات کرنے کے بعد رشتے کے مناسب ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔ شہری معاشروں میں جہاں پہلے سے واقفیت نہیں پائی جاتی، یہ سوال امتحنا ہے کہ لڑکی یا لڑکے کی قبل از نکاح ملاقات کہاں تک ایک دوسرے کو پسند ناپسند اور مزاج سے واقف کرنے میں مفید ہو سکتی ہے۔

نفسیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو شادی جیسے اہم اور نازک معاملے میں اس نوعیت کی ملاقات عموماً انتہائی مصنوعی اور غیر حقیقی ماحول میں ہوگی۔ ایک لڑکی ہی نہیں، لڑکا بھی جب اس صورتِ حال میں ہو تو معلومات کا تبادلہ مصنوعی ہی ہوگا اور اصل چہرہ ہمیشہ چھپا رہے گا۔

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے، اسلام دین فطرت ہونے کے سبب انسانی زندگی کے تمام معاملات کو ایک اخلاقی ضابطے (مقاصد شریعہ) کی روشنی میں طے کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ نکاح کو محض ایک مادی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ اسے تکمیلِ ایمان کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ مجرد افراد کے نکاح کروانے کو ریاست اور افراد معاشرہ کی ایک ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ ساتھ ہی ایک لڑکی کو یہ حق بھی دیتا ہے کہ وہ اپنی پسند یا ناپسند کا اظہار آزادانہ طور پر کر سکے اور اگر اس کی مرضی کے خلاف نکاح کر دیا جائے تو اسے فتح کرواسکے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس رشتہ مودت و رحمت کے وجود میں آنے سے قبل اگر لڑکا لڑکی کے چہرے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اسے یہ حق حاصل ہو۔ حدیث شریف میں واضح طور پر مثال ملتی ہے کہ ایک ایسے قبیلے کی لڑکی کے رشتے کے بارے میں جس میں عموماً لڑکیوں کی آنکھ میں کوئی عیوب پایا جاتا تھا حضور نبی کریمؐ نے ایک صحابیؓ کو یہ اجازت دی کہ وہ شادی سے قبل لڑکی کا چہرہ ایک نظر دیکھ لیں۔ اس حدیث کے مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے یہ قیاس کرنا کہ نہ صرف چہرہ بلکہ مفصل ملاقاتیں تحقیق مزاج کے لیے کری جائیں، شارع علیہ السلام کی اجازت کا بالکل ناجائز استعمال ہوگا۔

جہاں تک سوال ”کم تر برائی“ کا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ شیطان اپنے تمام وار اسی راستے سے کرتا ہے کہ یہ تو کوئی ایسی حرمت نہیں ہے اس میں کراہیت پائی جائے۔ اسی

طرح وہ کامل حرام تک پہنچتا ہے۔ جو دین غض بصر، نفس صوت، چلنے کے آداب، سوال کا جواب دینے کے آداب و حی الہی کے ذریعے معین کر دیتا ہو اور شارع علیہ السلام کے ذریعے غیر محرومین کے تہائی میں ایک چھت کے نیچے بیٹھنے کو حرام قرار دیتا ہو، اس میں یہ گنجائیں نکالنا دین کے ساتھ زیادتی ہے۔ بجائے ”کم تر برائی“ میں پڑنے کے کیوں نہ بھلے طریقوں کو اعتیار کیا جائے کہ ایک نوجوان جن افراد پر پورا اعتماد کرتا ہو، مثلاً اس کی والدہ، بہن، خالہ، پھوپھی یا بھاونج یا کوئی اور قریبی عزیز خاتون، اس کے ذریعے لڑکی کے بارے میں جو معلومات درکار ہوں ان کی تحقیق کر لے اور ساتھ ہی استخارہ کر کے دل کو یکسو کر لے۔ اچھی نیت کے ساتھ ایک منوع کام کرنا، اسلام کے اخلاقی ضابطے کے منافی ہے۔ adjustment کے جو مرحل نکاح کے بعد ہرشادی شدہ جوڑے کو پیش آتے ہیں انھیں نکاح سے قبل گزار لینے کی خواہش نہ مسلکے کا حل ہے اور نہ شادی کو زیادہ خوش گوار بنا نے میں مدد کرتا ہے۔

مغربی تہذیب میں dating کا رواج اسی غرض سے عام ہوا کہ شادی سے قبل مخفی ایک دوسرے کو جانے کے لیے مخصوصی ملاقات کر لی جائے۔ لیکن یہی مغربی تہذیب میں فساد، فحاشی، اخلاقی بے راہ روی اور بد اخلاقی کا ذریعہ بن گیا۔ انسان وہی ہے جو دوسروں کی غلطیوں سے سبق لے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آئے۔ (۱ - ۱)

### مولانا فضل رحمى ۱۳ دسمبر ۲۰۰۲ء کو حركت قلب بند ہو جانے سے انقال کر گئے۔

اناللہ وانا الیه راجعون۔ دسمبر ۲۰۰۲ء کے شمارے میں ”رسائل و مسائل“ کے تحت ان کے جوابات ہم نے پہلی مرتبہ شائع کیے اور امید تھی کہ ان کے تعاون سے یہ سلسلہ جاری رہے گا لیکن اللہ کی مرضی! مولانا فضل ربی مرحوم معروف عالم دین تھے دعوه اکینڈی اسلام آباد سے وابستہ رہے اور اس کے رسائل دعوہ میں سوالات کے جواب دیتے تھے۔ وفات کے وقت سید مودودی انٹریشنل انٹریشنل ثیوٹ میں تدریسی فرائض انعام دے رہے تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ (ادارہ)